www.KitaboSunnat.com



الأستاذ محمد شملول ☆☆
مترجم: حافظ مصطفیٰ راسخ ☆

# رسمِ قرآنی کا اِعجاز اور اس کے معنوی اثرات

قرآن کریم کا رسم خاص اہل فن کے ہاں توقیفی ہے اور توقیف کا مطلب یہ ہے کہ من جملہ نصوص شریعت کے قرآن کا رسم الخط بھی شارع متین کی طرف سے طے کردہ ہے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر زمانہ قدیم سے رسم قرآن کا رسم مالوف سے فرق اور اس میں موجود حکمتوں کا بیان اہل علم میں زیر بحث رہا ہے۔ جمہوریہ مصر کے ممتاز محقق الاستاذ محمد شملول حفظہ اللہ نے إعجاز رسم القرآن علی المعانی کے نام سے قرآن کریم کے اُن تمام کلمات کا استحصاء واستقصاء کرنے کی کوشش فرمائی ہے، جن میں دو مختلف مقامات پر ایک ہی کلمہ کو متنوع اندازوں سے لکھا گیا ہے یا بعض کلمات قرآنی کو رسمِ مالوف سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ فاضل مولف نے خصوصا اِن مخصوص کلمات میں حذف واثبات وغیرہ کی حکمتوں کو بحث کا موضوع بنایا ہے۔ اپنے موضوع پر انفرادیت کی حامل اس تحریر کو تلخیص وترجمہ کے ساتھ ہم ہدیہ قارئین کررہے ہیں۔ مکمل کتاب اس مضمون سے کئی گنا طویل ہے، جس کا ترجمہ فاضل مترجم مکمل کر چکے ہیں، جو کہ عنقریب کتابی صورت میں ادارہ ہذا سے دستیاب ہوگا، ان شاء اللہ! [ادارہ]

قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے، جس کے عجائب لامتناہی ہیں اور وہ ہر پہلو سے ایک چیلنج اور معجزہ ہے۔ اس کتاب نے عرب وعجم، جن وانس اور قیامت تک تمام سلف وخلف کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس جیسی کوئی ایک سورت بنا کر لے آئیں اور یہ چیلنج ابھی تک قائم ہے۔ عہد نبوی ﷺ سے لے کر آج تک نہ تو کوئی ایسا کرسکا ہے اور نہ ہی قیامت تک کرسکے گا۔ تمام کلماتِ قرآنیہ اپنی کتابت، تلاوت اور بیان میں معجزہ ہیں اور کتابت کا اعجاز کلمات کی بناوٹ میں کمی وزیادتی سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض حروف کتابت میں موجود ہوتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے، اسی طرح بعض حروف لکھے نہیں ہوتے مگر پڑھے جاتے ہیں۔ معروف قواعد املائیہ کے خلاف کلمات قرآنیہ کی کتابت بھی رسم قرآنی کا ایک اعجاز ہے۔ جو اپنے اندر متعدد حکمتوں اور اسرار ورموز کو سموئے ہوئے ہے۔

کلماتِ قرآنیہ کا ایک بڑا حصہ تلفظ کے موافق مکتوب ہے، لیکن چند کلمات ایسے بھی ہیں جو تلفظ کے خلاف لکھے ہوئے ہیں۔ تلفظ کے خلاف لکھے جانے والے ان کلمات کے رسم کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ان کلمات کو (معروف قواعد املائیہ کے خلاف) جیسے منقول ہیں ویسے ہی لکھنا ضروری ہے، یا معروف قواعد املائیہ کے موافق بھی لکھا جاسکتا ہے؟ ہم نے گذشتہ شمارے میں اپنے 'رسم عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت' نامی مضمون میں

☆☆ جمہوریہ مصر کے ممتاز محقق عالم

☆ فاضل کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ رسم عثمانی چونکہ توقیفی ہے لہٰذا اس میں تبدیلی کر کے قواعد املائیہ کے موافق لکھنا ناجائز ہے کیونکہ رسم عثمانی میں عظیم مقاصد کے تحت بعض پوشیدہ معانی پر دلالت کرنے کے لیے معروف قواعد املائیہ کے خلاف لکھا گیا ہے۔

قرآن مجید کے وہ کلمات جو معروف قواعد املائیہ کے خلاف لکھے گئے ہیں، درج ذیل چھ قواعد پر مشتمل ہیں۔

① قاعدة الحذف ② قاعدة الزيادة

③ قاعدة الهمز ④ قاعدة البدل

⑤ قاعدة الفصل ⑥ قاعدة ما فيه قراء تان فكتب إحداهما

زیرِ نظر مضمون دراصل مصر کے معروف عالم دین محمد شملول ﷾ کی کتاب ' إعجاز رسم القرآن' کا اُردو ترجمہ و تلخیص ہے۔ اس کتاب میں فاضل مؤلف نے رسم قرآن کے اعجاز و حکمت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ﴾[محمد:۲۴] پر عمل کرتے ہوئے انتہائی محنت کے ساتھ اس [رسم] کے خفیہ عظیم معانی اور اسرار و رموز کو احسن انداز میں منکشف کیا ہے۔ ان کی بیان کردہ حکمتیں اگرچہ اجتہاد اور ان کی ذاتی رائے پر مبنی اور 'نکات بعد الوقوع' ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی ان حکمتوں کی تائید میں قرآن و سنت سے دلائل پیش کئے ہیں اور اپنی رائے کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور ایسی رائے پیش کرنا جو قرآن و سنت کے ساتھ متصادم نہ ہو 'تفسیر بالرائے محمود' کہلاتی ہے، جو اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔

اس مضمون کا مطالعہ کرنے سے قارئین کو معلوم ہوگا کہ رسمِ قرآنی کتنے عظیم الشان معانی اور اسرار و رموز کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ کلماتِ قرآنیہ کا (قواعد اِملائیہ کے مخالف) یہ مخصوص رسم کتنے عظیم الشان مقاصد پر مبنی ہے اور خلافِ قواعد کلماتِ قرآنیہ کے حروف میں کمی و زیادتی کن کن عظیم معانی پر دلالت کرتی ہے۔

# کلماتِ قرآنیہ کی کتابت کا اعجاز

## ① قاعدة الحذف:

### حذف الألف:

بعض کلماتِ قرآنیہ کے وسط سے حذفِ الف متعدد معانی پر دلالت کرتا ہے، اور یہ معانی سیاق و سباق سے معلوم ہوتے ہیں مثلاً:

- حذف الف بسا اَوقات قرب اور اِلتصاق پر دلالت کرتا ہے: جیسے [صَحِبَة] ، [أَصْحَبُ] ، [أَزْوَجٌ]
- کبھی دلالتِ کلمہ کے مستحکم وجود پر اشارہ کرتا ہے، جیسے: [مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ]، [مَكَّنَكُمْ]
- کبھی اِستمرارِ زمانی، مکانی یا نوعی کے وجود پر دلالت کرتا ہے، جیسے [مَنَفِعُ]
- کبھی قرب اور اُلفت پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [لِإِيلَفِ قُرَيْشٍ]، [أُمَّهَتُكُمْ] ، [الْأَرْضَ فِرَشًا]
- کبھی تفصیل سے بُعد، پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [سَمَوَت]، [ العلمين]
- کبھی ذلت و رسوائی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [كَيْدُ سَحِرٍ]، [ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَسَمِرِيّ]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


* کبھی کسی شے کے چھوٹے پن پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [غُلَـٰم]، [كِذَّٰبًا]
* کبھی سرعت پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [الصَّـٰعِقَة] ، [الخَـٰلِق]، [أَو إِطعَـٰمٌ فِي يَوۡمٍ ذِي مَسغَبَةٍ]
* کبھی تخلیق میں کمزوری اور جلد بازی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [وَالقَوَٰعِدُ مِنَ النِّسَآءِ] ، [اليَتَـٰمَىٰ]
* کبھی متعدد صفات مشترکہ کو جمع کرنے والے کے وجود پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [الظَّـٰلِمِين]، [ الكَـٰفِرِين]
* کبھی سکون اور اطمینان پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [أَمۡوَٰتًا]
* کبھی حکم دینے اور معنی کی قطعیت پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [الإِسلَـٰم]، [الإِيمَـٰن]، [ميثَـٰقَكُم]
* کبھی کسی شے کی حدود کی تنگی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: [الطَّلَـٰق]

## حذف الف کی چند معروف مثالیں

# وَالصَّـٰحِب، لِصَـٰحِبه، صَـٰحِبَة

قرآن مجید میں کلمہ [صَاحِبُه] ثبوت الف کے ساتھ آٹھ (۸) مقامات پر وارد ہے اور کلمہ [صَـٰحِبَة] ثبوت الف کے ساتھ کہیں بھی وارد نہیں ہے۔ (یعنی ہر جگہ بحذف الف وارد ہے)

اسی طرح کلمہ [لِصَـٰحِبه] بدون الف چار (۴) مقامات پر وارد ہے۔

* بعض آیات قرآنیہ میں کلمہ [صَـٰحِبه] اور کلمہ [صَـٰحِبَة] بدون الف وارد ہے، جو قرب اور التصاق کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ دو باغوں کی مالک کی گفتگو کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ﴿فَقَالَ لِصَـٰحِبِه وَهُوَ يُحَاوِرُهُ﴾ یہاں کلمہ [لِصَـٰحِبه] بدون الف وارد ہے۔ جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شخص اپنے ساتھی کو ایمان وصحت میں اپنا قریبی اور ہم خیال تصور کرتا تھا۔ لیکن جب وہ شخص (باغوں کا مالک) اللہ کا کفر کرنے لگا اور قیامت کا انکار کر دیا تو فوراً قرآن مجید کا رسم اور کتابت متغیر ہوگئی۔ اسی لیے اگلی آیات میں کلمہ [صَاحِبُه] ثبوت الف کے ساتھ وارد ہے، جو ان کے درمیان زمانی ومکانی صحبت کے باوجود انفصالِ ایمانی پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سورت کی آیت نمبر ۳۷ میں فرماتے ہیں: ﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ﴾

اس معنی کی وضاحت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی قوم کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے، وہاں کلمہ [صَاحِبُكُم، صَاحِبُهُم] ثبوت الف کے ساتھ وارد ہے۔ جو آپ ﷺ اور قوم کے درمیان انفصالِ ایمانی پر دلالت کرتا ہے۔ باوجود یکہ آپ ﷺ زمان و مکان میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

...... ﴿مَا بِصَاحِبِكُم مِن جِنَّةٍ﴾ [سبأ:۴۶]

...... ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُم وَمَا غَوَىٰ﴾ [النّجم:۲]

...... ﴿وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجنُونٍ﴾ [التّكوير:۲۲]

...... ﴿مَا بِصَاحِبِهِم مِن جِنَّةٍ﴾ [الأعراف:۱۸۴]

مگر نبی کریم ﷺ کے ساتھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں کلمہ [لِصَـٰحِبه] بدون الف وارد ہے۔ ﴿إِذ



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبۃ:۴۰] جو ان دونوں کے درمیان انتہائی محبت اور رفاقت و ایمان میں حقیقی صحبت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح کلمہ [صَٰحِبَة] بمعنی زوجہ پورے قرآن مجید میں بدون الف ہی وارد ہے جو اپنے مقصودی معنی یعنی قرب کامل اور زوجین کے درمیان التصاق پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بیوی اپنے خاوند کے لیے سکون اور لباس ہے۔ ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ﴾ [البقرۃ:۱۸۷]

## خلاصۂ کلام

مذکورہ کلمات پر مشتمل آیات کریمہ کا مطالعہ اور تحقیق کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں جہاں بھی یہ کلمات ثبوت الف کے ساتھ وارد ہیں وہاں انفصال کا معنی پایا جاتا ہے خواہ انفصال زمانی ہو، مکانی ہو، ایمانی ہو یا نفسی ہو۔ اور جہاں حذف الف کے ساتھ وارد ہیں وہاں قرب اور التصاق کا معنی پایا جاتا ہے۔

## أَصْحَٰبُ

کلمہ [أَصْحَٰبُ] قرآن مجید میں اٹھتر [۷۸] مرتبہ آیا ہے اور تمام جگہ ہی بدون الف وارد ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

| | |
|---|---|
| [أَصْحَٰبُ النار] | بیس مرتبہ |
| [أَصْحَٰبُ الجنة] | چودہ مرتبہ |
| [أَصْحَٰبُ الجحیم] | چھ مرتبہ |
| [وأَصْحَٰبُ الیمین] | چھ مرتبہ |
| [أَصْحَٰبُ الأیكة] | چار مرتبہ |
| [أَصْحَٰبُ السعیر] | تین مرتبہ |
| [أَصْحَٰبُ المیمنة] | تین مرتبہ |
| [وأَصْحَٰبُ المشئمة] | تین مرتبہ |
| [وأَصْحَٰبُ الشمال] | دو مرتبہ |
| [وأَصْحَٰبُ الرأس] | دو مرتبہ |
| [وأَصْحَٰبُ مدین] | دو مرتبہ |

مذکورہ تمام مقامات پر کلمہ [أَصْحَٰبُ] بدون الف وارد ہوا ہے جو [أَصْحَٰبُ النار]، [أَصْحَٰبُ الجنة]، [أَصْحَٰبُ الجحیم] اور [أَصْحَٰبُ السعیر] میں خلود اور التصاق پر دلالت کرتا ہے۔ خواہ جنت میں ہو یا جہنم میں۔ اسی طرح دیگر مقامات میں بھی التصاق پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مثالیں بیان کی ہیں اور انہیں ہمیشہ کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا ہے۔

کلمہ قرآنی کا رسم، معنی واضح کرنے کے ساتھ ساتھ قاری کے لیے ذہنی صورت بھی نقل کرتا ہے، جو مقصودی معنی پر



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


دلالت کررہی ہوتی ہے۔بایں طور پر کہ کلمہ قرآن میں کسی قسم کا التباس یا غموض باقی نہیں رہتا۔[ومن أصدق من الله حديثًا]

## بِسْمِ ... بِاسْمِ

کلمہ [بِسْمِ] بدون الف قرآن مجید میں درج ذیل تین مقامات پر وارد ہوا ہے۔

...... ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحة:١]

...... ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا﴾ [هود:٤١]

...... ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ [النمل:٣٠]

اور کلمہ [بِاسْمِ] ہمزہ وصلی کے ساتھ قرآن مجید میں درج ذیل چار مقامات پر وارد ہوا ہے:

...... ﴿بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الواقعة:٧٤]

...... ﴿بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الواقعة:٩٦]

...... ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الحاقّة:٥٢]

...... ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ [العلق:١]

جب ہم کلمہ [بِسْمِ] بدون الف کے مقامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد لفظ جلالہ [اللّٰہ] واقع ہے اور یہ ابتداء کرنے کے معنی میں مستعمل ہے جیسے [بِسْمِ اللّٰہ] لہٰذا ان مقامات پر حذف الف اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے جلدی جلدی نیک اعمال کرنے پر اشارہ کرتا ہے۔

جبکہ وہ مقامات جن پر کلمہ [بِاسْمِ] الفِ وصلی کے ساتھ وارد ہوا ہے، وہاں تسبیح وقراءۃ مقصود ہے اور یہ امور تفکر، تدبر اور تمہل کے متقاضی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ کسی کلمہ سے کوئی حرف حذف کردینے سے اس میں سرعت کا معنی پیدا ہوجاتا ہے یعنی نیکی کرنے میں جلدی کرو یہ بھی رسم قرآنی کا ایک اعجاز ہے۔

## إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

کلمہ [الْحَسَنٰت] قرآن مجید میں تین مقامات پر وارد ہوا ہے اور تینوں جگہ ہی درمیان میں حذف الف کے ساتھ وارد ہے۔

اور کلمہ [السَّيِّئَات] قرآن مجید (٣٦) مقامات پر وارد ہوا ہے اور تمام مقامات پر بالالف وارد ہے۔

کلمہ [الْحَسَنٰت] کا بدون الف وارد ہونا اس امر پر اشارہ کرتا ہے کہ نیکی اگرچہ قلیل ہو پھر بھی انسان کے ساتھ مُلصق رہتی ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس کلمہ [السَّيِّئَات] کا الف کے ساتھ وارد ہونا اس امر پر اشارہ کرتا ہے کہ برائی ہمیشہ انسان کے ساتھ نہیں رہتی۔اگر انسان توبہ کرلے تو وہ نیکی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔جیسا کہ بذات خود اس آیت کریمہ ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [هود:١١٤] سے بھی سمجھ آتا ہے، کہ تھوڑی سی نیکیاں زیادہ برائیوں کا خاتمہ کردیتی ہیں



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اور نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔

## الطَّلَٰقُ

کلمہ [الطَّلَٰق] بدون الف، قرآن مجید میں درج ذیل دو مقامات پر وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَٰقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرة:۲۲۷]

﴿ الطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَٰنٍ﴾ [البقرة:۲۲۹]

اس کلمہ [الطَّلَٰق] کے وسط میں عدم الف سے رسم، اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح الف کے حذف سے یہ کلمہ مختصر اور تنگ ہو جاتا ہے، اسی طرح طلاق کا معاملہ بھی انتہائی تنگ حدود میں واقع ہونا چاہئے، اور جتنا ممکن ہو جلد از جلد رجوع کرلیا جائے۔ نیز حذف الف اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ابھی تک (عدت کے زمانے میں) میاں بیوی کے درمیان ربط قائم ہے اور ان کے درمیان انفصال نہیں ہوا۔

کلمہ [مرتان] میں الفِ صریح کا وجود اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں طلاقیں علیحدہ علیحدہ ہوں گی، ایک ہی دفعہ میں نہیں ہونگی۔ گویا کہ الف ان دونوں طلاقوں کے درمیان فاصلہ ہے۔

قرآن مجید کے لطائفِ علمیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے: ﴿الطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ﴾ ''طلاق دو مرتبہ ہے'' فرمایا ہے، اور عملاً پورے قرآن مجید میں لفظ طلاق بھی دو مرتبہ ہی واقع ہوا ہے۔

### ☆'یاء' حرفِ ندا اور 'هاءِ' تنبیہ کے آخر سے الف کا حذف:

قرآن مجید میں ہر جگہ حرفِ ندا ''یاء'' اور ''هاءِ'' تنبیہ کے آخر میں واقع الف کو حذف کر کے لکھا گیا ہے۔ جیسے يَقَوْمِ، يَرَبِّ، يَأَيُّهَا النَّاسُ، يَصَلِحُ، هَأَنْتُمْ، هَؤُلَاءِ، هَذَا، هَهُنَا وغیرہ۔

یہاں الف کا حذف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ندا اور تنبیہ قریب سے ہونی چاہئے، تا کہ مؤثر ہو اور امور مُلتبس نہ ہوں۔

### ☆حذفِ یاء کی چند مثالیں:

## إِبْرَٰهِمَ ... إِبْرَٰهِيمَ

کلمہ [إِبْرَٰهِمَ] بدون الیاء قرآن مجید میں پندرہ [۱۵] مرتبہ وارد ہوا ہے اور پندرہ [۱۵] مرتبہ ہی سورۃ البقرہ میں وارد ہے۔

جبکہ کلمہ [إِبْرَٰهِيمَ] بالیاء قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کے علاوہ دیگر سورتوں میں چون (۵۴) مرتبہ وارِد ہوا ہے۔

تورات میں سفرِ تکوین کے پارٹ نمبر ۱۷ میں مذکور ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پہلا نام 'ابراھم' تھا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۶ برس تھی۔ جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ان کا بیٹا اسماعیل علیہ السلام جنا اور ان کی عمر ۹۹ سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کرتے ہوئے فرمایا: عنقریب ابراہیم علیہ السلام جمہور اُمت کے باپ ہوں گے۔ لہٰذا آج کے بعد انہیں 'ابراھم' کی


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


بجائے 'ابراھیم' کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ ان کی کثیر التعداد نسل ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں امام بنائے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا نام پہلے 'ابراھم' تھا۔ اولاد کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا نام 'ابراھیم' بالیاء رکھ دیا، کیونکہ الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

یہاں ایک منفرد امر یہ بھی ہے کہ کلمہ [إبْرٰهِمَ] بدون الیاء قرآن مجید کی ابتدائی سورت صرف سورۃ البقرہ میں وارد ہے، جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ابتدائی عمر میں ان کا نام تھا۔

## إِنَّ وَلِـِّۧيَ اللهُ

کلمہ [ وَلِـِّۧيَ ] منسوب إلى ياء المتكلم، قرآن مجید میں درج ذیل دو مقامات پر وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إن وَلِـِّۧيَ اللهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ ﴾ [الاعراف:۱۹۶]

﴿ أنتَ وَلِـِّۧيَ فِي الدُّنْيَا وَالأٰخِرَةِ﴾ [یوسف:۱۰۱]

یہاں [ وَلِـِّۧ ے ] میں یاء کا حذف اللہ کے ساتھ قربِ شدید پر دلالت کرتا ہے۔ پہلی آیت مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبان پر جاری ہوئی ہے۔

## النَّبِيِّنَ... الْأُمِيِّنَ... رَبَّٰنِيِّنَ

ان تمام کلمات میں دو یاؤں میں سے ایک یاء کا حذف، قوتِ اتصال وارتباط پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً [النَّبِيِّنَ] تمام انبیاء علیہم السلام آپس میں ایک ہیں اور سب مسلمان ہیں اور ان کے درمیان گہرا تعلق اور ربط ہے۔

### ☆ضمیر متکلم کی طرف لوٹنے والے حرفِ یاء کا حذف

بعض کلمات کے آخر سے ضمیر متکلم یاء کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: فَاتَّقُونِ، فَارْهَبُونِ، وَلَا تَكْفُرُونِ، اِذَا دَعَانِ، وَمَنِ اتَّبَعَنِ وغیرہ وغیرہ

ان کلمات کے آخر میں یاء کا حذف سرعت پر دلالت کرتا ہے۔ یا بسا اوقات معاملے کی اہانت پر دلالت کرتا ہے۔

### ☆فعل کی یائے اصلی کا حذف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِإِذْنِهِ ﴾ [هود:۱۰۵]

یہاں اس آیت مبارکہ میں کلمہ [یأت] کے آخر سے فعل کی یائے اصلیہ محذوف ہے اور یہاں روز قیامت کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ اس کلمہ کے آخر سے یاء کا حذف معاملے کی سرعت اور فوریت پر دلالت کرتا ہے کہ قیامت ایک دن اچانک واقع ہوگی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ سفر کرنے والے نوجوان کا تذکرہ کیا ہے کہ جب مچھلی عجیب وغریب طریقے سے سمندر میں چلی گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ [الکہف:۶۴]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہاں اس آیت مبارکہ میں کلمہ [نبغ] کے آخر میں فعل کی یائے اصلیہ محذوف ہے۔ سرعت اور جلدی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نیک بندے کو جلد از جلد ملنا چاہتے تھے۔

## ☆اسم کی یائے اصلی کا حذف:

## الْمُهْتَدِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ﴾ [الکھف:۱۷]

اس آیت مبارکہ میں کلمہ [المهتد] کے آخر سے اسم کی یائے اصلی محذوف ہے۔ جو سرعت ہدایت پر دلالت کرتی ہے، ایسی ہدایت جس کے بعد گمراہی نہ ہو۔

## الْجَوَارِ

کلمہ [الْجَوَارِ] بحذف الیاء، قرآن مجید میں تین مقامات پر وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ ءَايٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ [الشوریٰ:۳۲]

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ [الرحمن:۲۴]

﴿الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ [التکویر:۱۶]

اس کلمہ کے آخر سے یاء اصلی کا حذف، پہلی دونوں آیات میں کشتیوں اور تیسری آیت میں ستاروں کی سرعت حرکت پر دلالت کرتا ہے۔

## ☆حرف تاء کا حذف

## تَسْتَطِعْ ... تَسْطِعْ

کلمہ [تَسْتَطِعْ] اپنے اس معروف رسم پر، قرآن مجید میں فقط ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ [الکھف:۷۸]

یہاں وہ نیک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گذشتہ دنوں میں پیش آنے والے واقعات کے خفیہ اسباب بیان کرنے لگے تھے اور طبعی طور پر یہ مناسب تھا کہ یہ کلمہ اپنے معروف رسم کے مطابق آتا کیونکہ انہوں نے حکمت کے ساتھ ان واقعات کے خفیہ اسباب کو نقل کیا تھا۔ جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کلمہ کا معروف رسم کے مطابق آنا، ان کی حکمت اور صبر و تحمل پر دلالت کرتا ہے۔

جبکہ کلمہ [تَسْطِعْ] بحذف التاء، بھی اپنے معروف رسم کے خلاف، قرآن مجید میں ایک مرتبہ ہی وارد ہوا ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی انتہا ہے اور وہ نیک آدمی موسیٰ علیہ السلام پر اپنے موقف کا خلاصہ بیان کرتا ہے اور تفصیل سے آگاہ کرتا ہے۔ جس پر موسیٰ علیہ السلام جلدی کر رہے تھے اور صبر نہیں کر رہے تھے۔ چنانچہ اس نیک آدمی نے اس جلدی



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ﴿ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴾ [الکہف:۸۲]

گویا کہ اس آیت مبارکہ میں کلمہ [تَسْطِعْ ] سے تا کا حذف موسیٰ علیہ السلام کی جلد بازی اور قلت صبر پر دلالت کرتا ہے۔اسی مناسبت سے یہ کلمہ ناقصۃ الحروف آیا ہے۔

## اسْطَعُوٓا ... اسْتَطَعُوٓا

اللہ تعالیٰ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بنائے ہوئے بند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو انہوں نے یاجوج وماجوج سے قوم کو بچانے کے لیے بنایا تھا۔[فَمَا اسْطَعُوٓا اَنْ يَظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَعُوا لَهٗ نَقْبًا ﴾[الکہف:۹۷]

پہلی جگہ اللہ تعالیٰ نے بدون تاء کلمہ [اسْطَعُوٓا] استعمال کیا ہے اور اس کلمہ کا اختصار، ان کے تیزی سے بند پر چڑھنے اور چھلانگیں لگاتے ہوئے نیچے اُترنے پر دلالت کرتا ہے۔یعنی کہ اس کلمہ سے تاء کا حذف سرعتِ حرکت پر دلالت کرتا ہے جبکہ بند کو سوراخ کرنے کی حالت میں کلمہ [ اسْتَطَعُوٓا] بالتاء استعمال کیا ہے کیونکہ سوراخ کرنے کا معاملہ ایک طویل وقت کا متقاضی ہے چنانچہ اس طوالت پر دلالت کرنے کے لیے کلمہ [ اسْتَطَعُوا] بدون نقص، بالتاء استعمال کیا ہے۔

### ☆لام کا حذف:

## الَّيْلِ ... النَّهَارِ

کلمہ [الَّيْلِ ] قرآن مجید میں (۷۴)مرتبہ وارد ہوا ہے اور ہر جگہ بدون لام [الَّيْل] ہی وارد ہے۔

جبکہ کلمہ [النَّهَار] قرآن مجید میں (۵۴) مرتبہ وارد ہوا ہے اور ہر جگہ ہی اپنی اسی کامل صورت [النَّهَار] میں وارد ہے۔

کلمہ [الَّيْلِ ] سے لام کا حذف، یعنی کلمہ کے حروف اصلیہ میں نقص، اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رات دن کے مقابلے میں بہت تیزی سے گزر جاتی ہے اور انسان رات کو بہت کم حرکت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو انسان کے لیے لباس اور باعثِ سکون بنایا ہے۔اس کے برعکس، دن کو اللہ نے ذریعہ معاش بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ﴾[غافر:۶۱]

﴿وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا ﴾ [الفرقان:۴۷]

جبکہ کلمہ [النَّهَار] کا اپنے معروف رسم پر آنا، طبعی عمل پر دلالت کرتا ہے۔نیز اس کلمہ کا کامل الحروف ہونا دن کی روشنی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

............✲............

### ☆واؤ کا حذف:

قرآن مجید میں چار مرفوع افعال کے آخر سے واؤ کو حذف کیا گیا ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَيَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ﴾ [الإسراء:١١]

﴿وَيَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ﴾ [الشوریٰ:٢٤]

﴿يَدۡعُ الدَّاعِ﴾ [القمر:٦]

﴿سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ [العلق:١٨]

امام دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں واؤ کو ضمہ کی موجودگی کے سبب حذف کیا گیا ہے۔ کیونکہ ضمہ واؤ سے کفایت کرجاتا ہے، یا کسی اور معنی کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے۔

مگر امام سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام مراکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان چاروں افعال کے آخر سے واؤ کا حذف، سرعتِ وقوع الفعل اور سہولت عمل الفاعل پر دلالت کرتا ہے۔

کلمہ [يَدۡعُ الانسان] میں واؤ کا حذف، اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ شر انسان پر آسان ہے اور انسان اس کی طرف جلدی کرتا ہے، جیسا کہ نیکی کی طرف جلدی کرتا ہے۔

کلمہ [يَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ] میں باطل کے بہت جلد مٹ جانے کی طرف اشارہ ہے۔

کلمہ [يَدۡعُ الدَّاعِ] میں تیزی سے دُعا کرنے اور اس کے بہت جلد قبول ہوجانے کی طرف اشارہ ہے۔

کلمہ [سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ] میں سرعتِ فعل اور شدتِ پکڑ کی طرف اشارہ ہے۔

## وَصَٰلِحُ الۡمُؤۡمِنِينَ

کلمہ [وَصَٰلِحُ] اسم کے آخر سے واؤ کو حذف کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَصَٰلِحُ المؤمنين﴾ [التحریم:٤] یہ اصل میں ﴿وَصَٰلِحو المؤمنين﴾ تھا۔

امام دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں واحد کا صیغہ، جمع کا معنی دیتا ہے۔ نیز اس اسم کے آخر سے واؤ کا حذف سرعت اور مومنوں کی وحدت پر دلالت کرتا ہے۔

## وَأَكُن من الصَّٰلِحِينَ

کلمہ [وَأَكُنۡ] فعل کے وسط سے واؤ کو حذف کردیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل فعل تھا [وأكون من الصالحين] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ﴾ [المنافقون:١٠]

یہاں اس کلمہ [وَأَكُنۡ] کے وسط سے واؤ کا حذف، دونوں افعال کی جلد از جلد ادائیگی پر دلالت کرتا ہے۔

### ☆نون کا حذف:

◉ قرآن مجید میں دو کلموں کے شروع سے نون کو حذف کردیا گیا ہے۔

﴿فَنُجِّيَ من نَّشَآءُ﴾ [یوسف:١١٠]

﴿وَكَذٰلِكَ نُجِّي الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ [الأنبياء:٨٨]



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


یہاں ان کلمات کے شروع سے نون کا حذف، سرعت پر دلالت کرتا ہے۔

◉ بعض کلمات کے آخر سے نون کو حذف کیا گیا ہے مثلاً [يَكُ، تَكُ] اور یہ کسی شے کی تصغیر پر دلالت کرتا ہے۔

## ۲ قاعده الزيادة:

☆ **حرف الف کی زیادتی:**

# شَيْءٍ ... لِشَايْءٍ

کلمہ [شَيْءٍ] اپنی اس معروف شکل پر قرآن مجید میں (۲۰۱) مرتبہ وارد ہوا ہے۔

جبکہ کلمہ [لِشَايْءٍ] الف کی زیادتی کے ساتھ غیر معروف شکل پر صرف ایک مقام پر وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللهُ﴾ [الكهف:۲۳،۲۴]

یہاں غیر معروف شکل لاکر اس عظیم امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت، ہر مشیت پر برتر ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللهُ﴾

# وَجِايْءَ

کلمہ [وَجِايْءَ] الف کی زیادتی کے ساتھ، اس غیر معروف شکل پر، قرآن مجید میں دو مرتبہ وارد ہوا ہے اور اس شکل کے علاوہ وارد ہی نہیں ہوا۔

اس کلمہ کا غیر معروف شکل پر وارد ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جو شے لائی جا رہی ہے وہ کوئی عظیم شے ہے۔ برابر ہے کہ اس کی عظمت، شان میں ہو، قیمت میں ہو، اخلاق و رتبہ میں ہو یا خوف و ترہیب میں ہو۔اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دو مثالیں بیان کی ہیں۔جن میں سے ایک مثال انبیاء علیہم السلام و شہداء کی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہمارے لیے نمونہ ہیں جبکہ دوسری مثال جہنم کی ہے جو کہ ڈرانے کے لیے ایک ضرب المثل ہے اور انتہائی بُرا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجِايْءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ﴾ [الزمر:۶۹]

﴿وَجِايْءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ﴾ [الفجر:۲۳]

# أُولُوا الْأَلْبَابِ

کلمہ [أُولُوا] الف کی زیادتی کے ساتھ، وارد ہوا ہے، اور اس کلمہ میں الف کی زیادتی، عقل مندوں کی عظمت وانفرادیت اور امتیاز پر دلالت کرتی ہے۔[أُولُوا الألباب]

**حرف یاء کی زیادتی:**


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# فَإِنْ ... أَفَإِين

کلمہ [فَإِنْ] اپنی معروف شکل پر، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر وارد ہوا ہے۔
جبکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے تذکرہ کے موقع پر کلمہ [ أَفَإِين ] یاء کی زیادتی کے ساتھ، اس غیر معروف شکل پر وارد ہے۔

یہاں اس مقام پر کلمہ [ أَفَإِين ] میں یاء کی زیادتی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب تمام انسانوں کی مانند مر جائیں گے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان کی موت کے بعد اپنے دین سے مرتد نہ ہوں اور اس حادثہ سے عدم توازن کا شکار نہ ہوں بلکہ دین کو تھامے رکھیں اور یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس کے لیے دائمی حیات نہیں بنائی۔ قرآن مجید میں یہ کلمہ اپنی اس غیر معروف شکل [ أَفَإِين ] پر دو جگہ وارد ہوا ہے اور دونوں جگہ ہی نبی کریم ﷺ کی موت کے ساتھ خاص ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِين مِتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ﴾ [الانبیاء:۳۴]
﴿ أَفَإِين مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ .....﴾ [آل عمران:۱۴۴]

# وَرَآءَ ... وَرَآئ

کلمہ [وَرَآءَ] اپنی اس معروف شکل پر قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ وارد ہوا ہے۔
جبکہ کلمہ [وَرَآیِٔ] اپنی اس غیر معروف شکل پر قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآیِٔ حِجَابٍ﴾ [الشوریٰ:۵۱]

# وَإِيْتَآءِ ... وَإِيتَآیِٔ

کلمہ [وَإِيتَآءِ] اپنی اس معروف شکل پر قرآن مجید میں دو مرتبہ وارد ہوا ہے۔
جبکہ کلمہ [وَإِيتَآیِٔ] یاء کی زیادتی کے ساتھ قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہے۔ اس کلمہ کا یاء کی زیادتی کے ساتھ ورود، اس عطا اور انفاق کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے اور وہ ہے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا۔ قرآن مجید نے صلہ رحمی کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کلمہ [وَإِيتَآیِٔ] اپنی معروف شکل سے ہٹ کر آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسٰنِ وَإِيتَآیِٔ ذِي الْقُرْبٰى﴾ [النحل:۹۰]

**حرف واؤ کی زیادتی:**



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# أرِيكُمْ ... سَأورِيكُمْ

کلمہ [أُرِيْكُمْ] اپنی اس معروف شکل پر، قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيْكُمْ اِلَّا مَا أرٰى﴾ [غافر:۲۹]

جبکہ کلمہ [سَأُورِيْكُمْ] اپنی اس غیر معروف شکل (بزيادة الواؤ) پر، قرآن مجید میں دو مرتبہ وارد ہوا ہے۔

﴿وَأمُرْ قَوْمَكَ يَأخُذُوا بِأحْسَنِهَا سَأُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ [الأعراف:۱۴۵]

﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ﴾ [الأنبياء:۳۷]

مذکورہ آیات کریمہ میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کلمہ [أُرِيْكُمْ] فرعون کی زبان سے جاری ہوا ہے وہاں وہ عام رسم کے ساتھ مکتوب ہے۔ اور جہاں کلمہ [سَأُورِيْكُمْ] اللہ تعالیٰ کی زبان سے جاری ہوا ہے وہاں وہ غیر معروف رسم (بزیادہ الواؤ) کے ساتھ مکتوب ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان پر دلالت کرے۔

# الرِّبٰوا

کلمہ [الرِّبٰوا] حرف واؤ کی زیادتی کے ساتھ، قرآن مجید میں سات مرتبہ وارد ہوا ہے۔

جبکہ کلمہ [رِبًا] اپنی اس معروف رسم پر قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔

اس کلمہ [الرِّبٰوا] کا واؤ کی زیادتی کے ساتھ ورود، سود کے خطرات پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

جبکہ کلمہ [رِبًا] قلیل شے کے ساتھ خاص ہے۔ جس پر لفظ [رِبًا] کا اطلاق ہوتا ہے۔

# مَلَكُوْتَ

کلمہ [مَلَكُوْتَ] میں واؤ اور تاء زائد ہیں۔ جو اصل کلمہ [ملك] پر اضافہ ہیں۔ اس کلمہ میں واؤ اور تاء کی زیادتی، اللہ کی بادشاہت کی عظمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان سمیت ہر شے کا بادشاہ ہے۔

## ۳ قاعدة الهمز

امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'المقنع في رسم مصاحف الأمصار' میں ذکر کرتے ہیں کہ بعض کلمات قرآنیہ کے آخر میں ہمزہ کو واؤ کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور اگر وہ کلمہ مرفوع ہو تو اس واؤ کے بعد الف زیادہ کر دیا جاتا ہے جیسے: [ نَبَؤُاعَظِيم]،[تَفْتَؤُا]،[ الْمَلَؤُا]، [الْبَلٰؤُا]، [شُفَعٰؤُا] وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد امام دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاید اس کا سبب اتصال اور تسہیل ہے۔

لیکن ہم ایک اور نظر سے دیکھتے ہیں کہ ہمزہ کا مذکورہ صورت میں آنا کئی خفیہ معانی پر دلالت کرتا ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# الْمَلَأُ ... الْمَلَؤُا

کلمہ [الْمَلَأُ] اپنی اس معروف شکل پر قرآن مجید میں (۱۸) مرتبہ وارد ہوا ہے۔

جبکہ کلمہ [الْمَلَؤُا] اپنی اس غیر معروف شکل پر قرآن مجید میں چار مرتبہ وارد ہوا ہے۔

کلمہ [الْمَلَأُ] سے قوم کے اشراف اور معزز لوگ مراد لیے جاتے ہیں جبکہ کلمہ [الْمَلَؤُا] کی آیات مبارکہ میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے عام کافروں کے سردار نہیں بلکہ کفر کے امام اور کفر کے بادشاہ و وزراء مراد لیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قالت يأيها الْمَلَؤُا إنى ألقى إلى كتٰب كريم﴾ [النّمل:۲۹]

# الْعُلَمٰٓؤُا

کلمہ [الْعُلَمٰٓؤُا] قرآن مجید میں فقط دو مرتبہ وارد ہوا ہے اور دونوں مقامات پر ہی اسی شکل میں وارد ہے۔ تاکہ علماء کرام کی عظمت و منزلت پر دلالت کرے۔ کیونکہ یہ عام لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔ [قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الزّمر:۹]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِى إِسْرَآءِ يْلَ﴾ [الشعراء:۱۹۷]

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [فاطر:۲۸]

# بَلَآءٌ ... الْبَلٰٓؤُا

کلمہ [بَلَآءٌ] مرفوع، اپنی اس معروف شکل پر قرآن مجید میں تین مرتبہ وارد ہوا ہے۔

جبکہ کلمہ [ الْبَلٰٓؤُا] مرفوع، اپنی اس غیر معروف شکل پر قرآن مجید میں دو مرتبہ وارد ہوا ہے۔

اس کلمہ کی یہ غیر معروف شکل، بڑی آزمائش کی تبیین و وضاحت کے لیے ہے۔ خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کی نسبت سے، جب انہیں اللہ نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دے کر آزمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾ [الصّافات:۱۰۶]

## ❹ قاعدة البدل

### الف کی واؤ کی شکل میں کتابت:

امام دانی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'المقنع' میں فرماتے ہیں کہ بعض کلمات قرآنیہ میں الف کو واؤ کی شکل میں لکھا گیا ہے۔ جیسے [الصَّلٰوة، الزَّكٰوة، الْحَيٰوة، الرِّبٰوا]

ان کلمات میں واؤ کی شکل میں، الف کی کتابت متعدد اسرار و رموز پر دلالت کرتی ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# الصَّلٰوۃ

کلمہ [الصَّلٰوۃ] اپنی اس غیر معروف شکل پر، قرآن مجید میں (٦٧) مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اس کلمے کا یہ رسم نماز کی شرعی اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ نماز دین کا ستون ہے۔ بندے اور اللہ کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس کلمہ کا رسم غیر معروف طریقے پر آیا ہے تاکہ قاری اس کی اہمیت سے متنبہ ہو جائے۔

اسی طرح جب اس کلمہ کی نسبت انبیاء کرام کی طرف ہوتی ہے اور وہ اہل باطل سے مجادلہ یا مومنوں کے لیے دعا کر رہے ہوتے ہیں تو اس صورت میں بھی اس کی کتابت اسی مخصوص طریقے پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ [التوبة:١٠٣]

﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ اَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآءُنَا﴾ [هود:٨٧]

مگر جب یہ کلمہ عام شکل میں وارد ہو تو اس کی کتابت معروف طریقے کے مطابق ہوگی اور اپنی اس معروف شکل پر یہ کلمہ قرآن مجید میں چھ مقامات پر وارد ہے۔ جیسے:

﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيْحَهُ﴾ [النور:٤١]

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [الاسراء:١١٠]

﴿وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ [الانعام:٩٢]

# الزَّكٰوۃ

کلمہ [الزَّکٰوۃ] اپنی اس غیر معروف شکل پر قرآن مجید میں (٣٢) مرتبہ وارد ہوا ہے اور پورے قرآن مجید میں اسی مخصوص شکل پر ہی وارد ہے۔

یہ کلمہ بھی مثل [الصَّلٰوۃ] اپنی اس مخصوص شکل کے ساتھ زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی عظمت و اہمیت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

# بِالْغَدٰوةِ

یہ کلمہ [بِالْغَدٰوةِ] بھی اپنی اس غیر معروف مخصوص شکل کے ساتھ صبح کے وقت کی اہمیت اور اس وقت دعا کرنے اور نماز پڑھنے کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور یہ کلمہ اپنی اس مخصوص شکل کے ساتھ قرآن مجید میں فقط دو مرتبہ وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾ [الانعام:٥٢]

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ﴾ [الكهف:٢٨]

**ہائے مؤنث کی تاء کی شکل میں کتابت:**


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# نِعۡمَةَ ... نِعۡمَتَ

کلمہ [نِعۡمَةَ] تائے مربوطہ کے ساتھ، قرآن مجید میں (۲۵) مرتبہ وارد ہوا ہے۔
جبکہ کلمہ [نِعۡمَتَ] تائے طویلہ کے ساتھ، قرآن مجید میں (۱۱) مرتبہ وارد ہے۔
جب ہم ان آیات کریمہ میں غور کرتے ہیں جن میں یہ کلمہ [نِعۡمَةَ] وارد ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی ظاہر اور نظر آنے والی نعمتوں پر دلالت کرتا ہے جو تمام انسانوں کے لیے برابر ہیں۔

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ﴾ [النمل:۵۳]
﴿واذكروا نِعۡمَةَ الله عليكم ﴾ [المائدة:۷]

جبکہ کلمہ [نِعۡمَتَ] بالتاء الطّویلہ۔ ان خاص نعمتوں پر دلالت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے صرف مومنوں پر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَٱذۡكُرُوا۟ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَآءً فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ﴾ [آل عمران:۱۰۳]
﴿وَءَاتَىٰكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلۡتُمُوهُۚ وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآ﴾ [ابراهيم:۳۴]

# كَلِمَةَ ... كَلِمَتُ

کلمہ [كَلِمَةَ] تائے مربوطہ کے ساتھ، قرآن مجید میں (۲۱) مرتبہ وارد ہوا ہے۔
جبکہ کلمہ [كَلِمَتُ] تائے طویلہ کے ساتھ، قرآن مجید میں پانچ مرتبہ وارد ہے۔
جب ہم ان آیات کریمہ کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں یہ کلمات وارد ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ [كَلِمَتُ] کی خصوصیت، اہمیت اور دلالت غیر معمولی ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَعَدۡلًا﴾ [الأنعام:۱۱۵]
﴿كَذَٰلِكَ حَقَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى ٱلَّذِينَ فَسَقُوٓا۟ أَنَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُونَ﴾ [يونس:۳۳]
﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ﴾ [يونس:۹۶]

# وَمَعۡصِيَتِ ٱلرَّسُولِ

کلمہ [وَمَعۡصِيَتِ ٱلرَّسُولِ] قرآن مجید میں دو مرتبہ وارد ہے۔ اور دونوں جگہ ہی تائے مفتوحہ کے ساتھ وارد ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی جیسے گناہ کبیرہ کی وضاحت کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر:۷]
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيَتَنَٰجَوۡنَ بِٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِ وَمَعۡصِيَتِ ٱلرَّسُولِ﴾ [المجادلة:۸]
﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا تَنَٰجَيۡتُمۡ فَلَا تَتَنَٰجَوۡا۟ بِٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِ وَمَعۡصِيَتِ ٱلرَّسُولِ وَتَنَٰجَوۡا۟ بِٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰ﴾ [المجادلة:۹]


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**الف کی یاء اور یاء کی الف کی شکل میں کتابت:**

## رَءَ ا ... رَأٰیٰ

کلمہ [رَءَ ا] قرآن مجید میں (۱۱) مرتبہ وارد ہوا ہے اور ان تمام مقامات پر انسانی بصارت کی رؤیت کے معنی میں مستعمل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فلما جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَءَ ا كَوْكَبًا﴾ [الانعام:۷۶]

﴿فلما رَءَ ا القمر بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّى﴾ [الانعام:۷۷]

یہاں ان آیات مبارکہ میں انسانی رؤیت مراد ہے اور انسانی رویت محدود ہوتی ہے۔ کبھی درست ہوجاتی ہے تو کبھی خطا ہوجاتی ہے۔ ہر شے کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ نیز اس کلمہ [رَءَ ا] کے آخر میں الف کا وجود، رکاوٹ اور حد پر دلالت کرتا ہے۔

مگر جہاں قرآن مجید رؤیت بصیرت مراد لی گئی ہے وہاں کلمہ [ رَأٰیٰ] مستعمل ہے۔ اس کلمہ کے آخر میں یاء کا وجود، لامحدودیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لیے یہ کلمہ قرآن میں صرف دو مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اور دونوں مقامات پر ہی نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب نبی کریم ﷺ اپنے معراج کے دوران ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہٰی سے گذر گئے اور وہاں پر آپ نے جو کچھ دیکھا، حق دیکھا۔ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾

اللہ تعالیٰ واقعۂ معراج کی اشارہ کرتے ہوئے سورۃ النجم میں فرماتے ہیں:

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰىٰ﴾ [النجم:۱۱]

﴿لَقَدْ رَأٰىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰىٰ﴾ [النجم:۱۸]

## لَدَا ... لَدَىٰ

کلمہ [لَدَا] اس مخصوص رسم پر قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقُدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ﴾ [یوسف:۲۵]

اس کلمہ [لَدَا] کے آخر میں ي اور کلمہ [الباب] کے شروع میں الف کا وجود اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا خاوند دروازے کے بالکل قریب ہی موجود تھا، دروازے اور اس کے درمیان کوئی مسافت نہیں تھی۔

جبکہ کلمہ [لَدَى] بھی قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَٰظِمِينَ﴾ [غافر:۱۸]

اس کلمہ [ لَدَى ] کے آخر میں ي اور کلمہ [ الحناجر] کے شروع میں الف کا وجود اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان دونوں (دل اور ہنسلی) کے درمیان التصاق کامل نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## ☆نون کی الف کی شکل میں کتابت:

# وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ

کلمہ [وَلَيَكُونًا] قرآن مجید میں صرف ایک جگہ وارد ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ﴾ [یوسف:۳۲]

اس آیت مبارکہ میں کلمہ [وَلَيَكُونًا] اصل میں [وَلَيَكُونَنْ] تھا۔اس سے نون تاکید کو حذف کردیا گیا ہے۔اور اس جگہ تنوین لگا دی گئی ہے۔اس کلمہ کی بناء کا اختصار معاملہ کی فوری تنفیذ اور سرعت پر دلالت کرتا ہے۔کیونکہ عزیز مصر کی بیوی اپنی خواہش کی تکمیل میں سنجیدہ تھی۔

## ⑤قاعدة الفصل والوصل

# ألَّا ... أن لَّا

کلمہ [ألَّا] موصولہ،قرآن مجید میں (۴۸) مرتبہ وارد ہوا ہے۔

جبکہ کلمہ [أن لَّا] مقطوعہ،قرآن مجید میں دس (۱۰) مرتبہ وارد ہے۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فنون الأفنان في عجائب علوم القرآن" میں ذکر کرتے ہیں کہ یہ دس حروف اپنی اصل پر لکھے گئے ہیں۔کیونکہ ان کی اصل [أن لَّا] مقطوعہ ہے جبکہ موصولہ حروف کو تلفظ کے مطابق لکھا گیا ہے اور قرب مخرج کے سبب نون کا لام میں ادغام کردیا گیا ہے۔

ہماری رائے کے مطابق اس میں متعدد اسرار و رموز ہیں جو خفیہ معانی پر دلالت کرتے ہیں۔کلمات کو قطع کرکے لکھنا،فکر وتدبر کے تنوع کا فائدہ دیتا ہے۔اسی لیے یہ کلمات مقطوعہ لکھے گئے ہیں۔تا کہ اس امر پر دلالت کریں کہ کوئی بھی قول وفعل اور قرار طویل غور وفکر کے بغیر سامنے نہیں آتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَنْ لَّا أَقُولَ عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾ [الاعراف:۱۰۵]

﴿وأَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ [ھود:۱۴]

﴿أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِينٌ﴾[القلم:۲۴]

# إنَّمَا ... إنَّ مَا

کلمہ [إِنَّ مَا] مقطوعہ،قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ مَا توعدون لَآت﴾ [الانعام:۱۳۴]

امام ابن البناء المراکشی رحمہ اللہ اپنی کتاب "عنوان الدليل من مرسوم خطّ التنزيل" میں ذکر کرتے ہیں کہ [إنّ] تاکیدیہ کا [ما] سے مقطوع ہونا تفصیل پر دلالت کرتا ہے۔یعنی اہل خیر کے لیے خیر، اور اہل شر کے لیے شر کا وعدہ کیا گیا ہے۔



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


# كُلَّمَا ... كُلَّ مَا

کلمہ [كُلَّمَا] سوائے دو مقامات کے قرآن مجید میں ہر جگہ موصولہ ہی وارد ہوا ہے۔ وہ دو مقامات درج ذیل ہیں:

﴿ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوا فِيهَا ﴾ [النسا:٩١]

﴿وَءَاتَكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ [ابراہیم:٣٤]

امام مراکشی رحمہ اللہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کلمہ [ كُلَّ مَا ] کا مقطوع آنا پہلی آیت مبارکہ میں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا لوٹنا ایک شے کی طرف نہیں تھا بلکہ متنوع اشیاء کی طرف تھا نیز ان کا لوٹنا ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار تھا۔ اسی لیے لفظ [كُلَّ] اور لفظ [مَا] کے درمیان فاصلہ ہے۔

اسی طرح دوسری آیت مبارکہ میں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے مسائل متفرق اور مختلف تھے۔

## ❶ وہ کلمات جن میں دو قراءات ہیں مگر انہیں ایک پر لکھا گیا ہے

بعض کلمات قرآنیہ ایسے بھی ہیں جن میں دو دو قراءات ہیں مگر ان کی کتابت صرف ایک قراءت کے تلفظ کے موافق کی گئی ہے۔ مثلاً [مَٰلِكِ يوم الدين]، [يُخَٰدِعُونَ]، [وَٰعَدْنَا]، [الرِّيَٰح]، [تُفَٰدُوهُمْ]، [تَظَٰهَرُونَ]، [لَٰمَسْتُمُ]، [قِيَٰمًا]، [سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ]، [سِرَٰجًا] وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ اور ان جیسے دیگر کلمات ایسے رسم پر لکھے گئے ہیں جس سے دونوں قراءات نکل سکتی ہیں۔


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ